



جس نہ اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور شخص میں حق تلفی کی و، اسے چاہیے کہ وہ آج ہی اس سے بری الذمہ ہو جائے، اس سے پہلے کہ (وہ دن آئے) جب نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ”جس نہ اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور شخص میں حق تلفی کر رکھی ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ آج ہی اس سے بری الذمہ ہو جائے، اس سے پہلے کہ (وہ دن آئے) جب نہ دینار ہوں اور نہ درہم اگر اس کی کچھ نیکیاں ہوں گی تو جتنی اس نے حق تلفی کی ہو گی، اس قدر اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی، تو اس کے بھائی کی برائیوں کو لے کر اس کے کھانڈے میں ڈال دیا جائے گا“

[صحیح] [اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے]

یہ حدیث عدل اجتماعی کے ان مظاہر میں سے ایک مظاہر کی تصویر کشی کرتی ہے، جنہیں اسلام اپنے ماننے والوں کے مابین عام کرنا چاہتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ”مَنْ كَاتَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ“: یعنی وہ شخص جسے ظالم نے (ناحق) چھین لیا ہو یا پھر وہ اس کے درپے ہو آپ کا فرمان: ”اپنے بھائی کی“ یعنی اپنے دینی بھائی کی اس جرم میں متعدد امور شامل ہیں: ”اس کی عزت“ یہ حق تلفی کی وضاحت ہے اس سے مراد انسانی شخصیت کے وہ پہلو ہیں، جن کی حفاظت و برقرار رکھنا اور ان کی ہتک کو برداشت نہیں کرتا، جیسے اس کی جان اور حسب و نسب ”یا کوئی اور شخص“ یعنی کوئی اور چیز ہو، جیسے اس کا مال چھیننا یا پھر اسے اس سے نفع اٹھانے سے روکنا یا پھر یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے (یعنی پہلے خاص عزت کا ذکر کیا اور پھر ’یا کسی اور شخص‘ میں حق تلفی کے اس کے متعلق ہر شخص کو شمار کر دیا) تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ”وہ اس سے بری الذمہ ہو جائے“ یعنی ظالم مظلوم سے درخواست کرے کہ وہ اس سے بری الذمہ کر دے ”منہ“ یعنی مظلوم سے ”آج ہی“ کے الفاظ میں جلدی کرنے کی تاکید ہے اس سے مراد دنیوی زندگی کے ایام ہیں؛ کیونکہ اس کے مقابلے میں فرمایا: ”اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم“ اس سے مراد قیامت کا دن ہے اور اس پیرائے میں تنبیہ ہے کہ اس شخص پر اس سے بری الذمہ ہونا واجب ہے، اگرچہ اس حق تلفی کو زائل کرنے میں اسے درہم و دینار کی خرچ کرنے پڑیں؛ کیونکہ بری الذمہ ہونے کے لیے اگر آج (دنیا میں) درہم و دینار کا لیا جانا اس سے آسان ہے کہ بری الذمہ نہ ہونے کی صورت میں نیکیاں لے لی جائیں یا پھر برائیاں (اس پر) ڈال دی جائیں، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرما کر اشارہ کیا ہے: ”اگر اس کی کچھ نیکیاں ہوں گی“ بایں طور کہ وہ ایسا ظالم مومن ہو، جسے مظلوم کی طرف سے معاف نہ کیا گیا ہو، تو اس کے نتیجے میں اس کے نیک اعمال لے لیے جائیں گے ”اس سے“ یعنی اس شخص کی نیکیاں جس نے دوسرے پر ظلم کیا (لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی) اور اس طرح سے انہیں لے کر بدلہ چکایا دیا جائے گا ”اس کی حق تلفی کے بقدر“ طاعت و معصیت کی مقدار اور کیفیت کو کیسے جانا جائے گا؟، اس کا علم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس ہے اگر زیادتی کا مرتکب ہونے والا شخص قیامت کے دن نیکیوں سے تہی دامن ہو، تو اس کے بارے میں آپ ﷺ فرمایا: ”اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں“ یعنی اس کی نیکیاں باقی نہ بچیں یا پھر کوئی نیکی ہوئی ہی نہ، تو اللہ اسے ایسے طریقے سے عذاب دے گا جس سے اس کے بوجھ میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور اس کا عذاب بڑھ جائے گا مظلوم سے اس کی برائیاں لے کر ظالم کے کھانڈے میں ڈال دی جائیں گی



النجاة الخيرية
ALNAJAT CHARITY

